



جلد ۳۳ ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء ۲۰ فروری ۱۹۲۶ء نمبر ۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدیہ مستیح

قادیان ۹ مارچ ۱۹۲۵ء۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج پہلے شنبہ کے شہدائے کربلا کی اطلاع منظر ہے۔ کہ حضور کو تاحال بخش کی شکایت ہے۔ لیکن بخار میں افادہ ہے۔ الحمد للہ اجاب حضور کی صحت کا ملکہ کے لئے دعا فرمائی ہے حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار۔ زکام بھروسہ رکھی دہ سے زیادہ ناساز ہے۔ اجاب حضرت مردہ کی صحت کے لئے دعا کریں

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں اور التجائیں کی جائیں کہ ہماری گندمی ناکہ کو پار لگا اے ہمارے رب ہم نے اپنی اولاد تیرے دین کے لئے دی ہے! تہی انکی حفاظت کہ اور با مراد واپس لا

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ فروری ۱۹۲۶ء

(ترجمہ: ترقیبی عبد الرحیم صاحب)

بھی یہ بات سنی ہے۔ کہ یہ بات تو مزور ہو کر کہی گئی ہے۔ ہم نے یہ بھی کر لیا ہے۔ وہ بھی کر لیا ہے۔ یوں بھی کر لیا ہے۔ توں بھی کر لیا ہے۔ اب اس کے اندر تبدیلی کی صورت ہو سکتی ہے۔ اور میرے اپنی زندگی میں ہمیشہ ان دعویوں کو کھلی طور پر تو نہیں۔ لیکن جزوی طور پر قطعاً ہوتے بھی دیکھا ہے۔ کیونکہ درمیان میں بیسیوں چیزیں ایسی آجاتی ہیں۔ جن کو انسان اپنے عزم اور

ایسا اعتبار کرتا ہے۔ کہ بسا اوقات وہ خدا تعالیٰ کی نکل بھی بھول جاتا ہے۔ غیر مومن اور ایک دہریہ کی بات تو الگ رہی۔ ایک دہریہ مومن کی بات تو الگ رہی۔ ایک کمزور مومن کی بات تو الگ رہی۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں جو کہ مذہبی ماحول میں گزری ہے۔ اور ان تمام تعبیرات کے باوجود جو قرآن کریم کے متعلق ہمارے پیشرو دیتے رہے ہیں یا میں دیتا رہا ہوں۔ بالعموم احمدیوں کے منہ سے

شہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ حضرت علیؑ کا ایک شہدہ و مقولہ ہے کہ عرفت رجبی بفتح الغض اللہ من نے اپنے رب کو بڑے بڑے پختہ ارادوں بھی ناکامیوں اور ان کی شکستوں کی وجہ سے پہچانا ہے۔ یہ سب ایک پھوٹا سا فقرہ۔ لیکن درحقیقت اس میں انسانی زندگی کی تاریخ کا سچوٹ بیان کر دیا گیا ہے۔ انسان اپنے ارادوں کی پختگی پر

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے یہ مصلح عفو کے جلسوں میں شمولیت کے لئے مولوی محمد یار صاحب عارف کو بانی۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مدرسہ شاد دہال ضلع گجرات (مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگری کو شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ) مولوی پروفیسر صاحب اور گنی فی وادہ صہبہ صاحبہ سہیل کولت اور مولوی غلام احمد صاحب فرخ کو قلمہ شیخوپورہ بھیجا گیا ہے

ارادہ سے دھوکا کھاتے ہوئے بالکل نظر انداز کر دیتا ہے۔ یہیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ کہ میں نے کسی کو کہا کہ فلاں کام کرو اور کچھ دیر کے بعد اس نے اطلاع بھجوا دی کہ کام ہو گیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ نہیں ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کام کیوں نہیں ہوا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تو فلاں کو کہہ دیا تھا۔ حالانکہ کہہ دینے کا نام تو ہو گیا نہیں ہوتا کہہ دیا تو محض ایک ارادہ ہے۔ اور ارادہ کے لئے ضروری نہیں کہ وہ پورا بھی ہو جائے تو لوگ محض ارادہ کا نام وقوع سمجھ لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے ایک فصل کرتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ انجام کے راستہ میں کوئی روک باقی نہیں رہی اس شخص کی طرح جو کسی کو ایک کام کہہ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ کام ہو گیا ہے۔ اور جب بعد میں کام نہ ہونے پر پوچھا جائے تو کہہ دیتا ہے۔ کہ میں نے تو اسے کام کرنے کے لئے کہہ دیا تھا لیکن اس سے سستی ہوتی۔ ایسی حالت میں جب سستی کا امکان ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ تو کسی مومن کو حق کیا ہے۔ کہ وہ خدا کی اپنے ہاتھ میں لے لے اور کہہ دے کہ

فلاں بات بالکل یقینی ہے شاید میری زندگی کا ایک بہت بڑا عقدہ جماعت کے لوگوں کو بھی سمجھانا ہے۔ کہ اس قسم کا اعتماد انسانی اعمال پر نہیں کرنا چاہئے اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے خاندان کو ہمیشہ خالی رکھنا چاہئے اور اس کی تقریر پر ایمان رکھنا چاہئے لیکن ابھی بہت کم لوگ ایسے ہیں جن میں یہ مادہ نظر آتا ہے۔ کہ اپنی راری تہ بیروں کے باوجود وہ یہ سمجھیں کہ ہماری تدبیر خدا تعالیٰ کی تقدیر سے بھرا کر بعض دفعہ پائش پاش ہو جانا کرتی ہیں۔

ہماری قومی زندگی کا موجودہ دور بھی ایک بہت بڑی اہمیت رکھنے والا ہے کیونکہ تحریک جدید کے ذریعہ ہم نے دنیا بھر کی تبلیغ کے لئے ایک نقشہ بنایا ہے۔ یہیوں نوجوان اسی غرض کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ کہ وہ بیرونی ممالک میں جائیں اور ایسے رنگ میں تبلیغ کریں کہ ان اوقات اسلام

بھی جوان کے گزارے کی صورت بھی نکل آئے اور علمی طور پر بھی ان ممالک پر اجماعیت کا رعب چھا جائے۔ لیکن ہمارا یہ دور اب تک صرف

تمہیدی دور

گزارا ہے۔ جماعت نے چینیے دینے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں۔ پڑھنے والوں نے پڑھا۔ لکھنے والوں نے لکھا۔ لکھنے والوں نے لکھا اور بعض نوجوانوں کو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا گیا لیکن اس کے بعد ابھی یہ مرحلہ باقی ہے۔ کہ

باہر جانے والے

ایسے طور پر کام کرنے میں کامیاب ثابت ہوں کہ ان کے ذریعہ غیر ممالک میں ایسی آواز پیدا ہو جائے۔ کہ لوگوں کے قلوب ہل جائیں اور وہ ان کی طرف متوجہ ہو جائیں پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ وہ اپنے گزروں کیلئے ایسے راستے نکال سکیں کہ جن سے تبلیغ کو وسیع سے وسیع تر کیا جاسکے میں نے جو قدم اٹھایا ہے۔ وہ دنیا کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی منصوبہ ہی نہیں رکھتا دنیا میں دو ارب کے قریب آدمی ہے۔ اگر ایک ہزار آدمیوں کے لئے ایک مبلغ رکھا جائے تو یہ سمجھ لو کہ

دولاکہ مبلغین کی ہمیں ضرورت ہے

لیکن ہم نے اس وقت تک جو مبلغین بھیجے ہیں۔ اگر ان میں ہزاروں کو بھی شامل کر لیا جائے تو چالیس کے قریب تعداد بنتی ہے جہاں دولاکہ کی ضرورت ہو۔ وہاں چالیس مبلغ جملہ کیا کام دے سکتے ہیں۔ ہمارے ملک کے زمیندار کی اوسط خوراک پانچ چھٹا تک سمجھی جاتی ہے۔ پانچ چھٹا تک کے معنی ہوتے۔ ۲۵ تو لے اور تینوں کے لحاظ سے قریباً چوبیس سو رتی ہی اور ہاڈوں کے لحاظ سے یہ قریباً ۱۹ ہزار چاول بنے۔ شہری لوگوں کی خوراک تو کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ایک یا دو چھ چھٹا تک پر ہی گزارہ کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک محنت کش مزدور کی عام خوراک ۱۹ ہزار چاول ہوتی ہے۔ اب ۳۳ مبلغین کو دولاکہ کے مقابل میں رکھ کر دیکھ لو کہ کیا نسبت بنتی ہے۔ اگر ہزار مبلغ ہوں۔ تو دو سو اسی حصہ ہوگا۔ اگر سو مبلغ ہوں تو دو ہزار اسی

حصہ ہوگا۔ اور اگر ۳۳ مبلغ ہوں تو وہ دولاکہ کا چھ ہزار اسی حصہ بننے کے دوسرے لفظوں میں ایک عام آدمی کی خوراک کے مقابل پر ہم دنیا کو رو خانی خوراک کے تین چاول پیش کرتے ہیں کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایک محنت کش اور مزدور پیشہ زمیندار کو تم تین چاول صبح اور ۲ چاول شام دیکر زندہ رکھ سکتے ہو۔ اگر ایک محنت کش مزدور کو تم تین چاول صبح اور تین چاول شام دے کر زندہ نہیں رکھ سکتے تو تم دنیا کو بھی ۳۳ مبلغین کے ساتھ کسی صورت میں زندہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر یہاں تو سوال زندہ رکھنے کا نہیں بلکہ سوال زندہ کرنے کا ہے۔ زندہ رکھنے کے لئے تو بیشک پانچ چھٹا تک غذا کافی ہو جائیگی لیکن مردہ نہ سمی نیم مردہ کو بھی زندہ کرنے کیلئے یہ غذا کافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کیلئے تین سیر غذا کے خلاصہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں جو **St. Michael's** استعمال کئے جاتے ہیں وہ

سیروں خوراک کا پتوڑ

ہوتے ہیں پس زندہ کرنے اور زندہ رکھنے میں فرق ہے۔ ہماری جماعت کے مبلغ اس لئے نہیں گئے کہ وہ لوگوں کو زندہ رکھیں بلکہ اس لئے گئے ہیں کہ وہ لوگوں کو زندہ کریں اس لئے ان کی مثال دنیا کے مقابلہ میں ایسی بھی نہیں جیسی تین چاولوں کی ہوتی ہے۔ بلکہ ان کی مثال تو ایک چاول کے ہزاروں حصہ کی بھی نہیں رہ جاتی۔ جس طرح ایک شخص کاروبار کی بھلے صرف سانس لے لیتا اسے زندہ نہیں رکھ سکتا اسی طرح یہ مبلغ دنیا کی ضروریات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ

ایک بیج

ہے۔ جو زمین میں بویا گیا مگر وہ بیج نہیں جو کسی ملک کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے بویا جاتا ہے۔ گورنمنٹ بیج ہوتی ہے۔ تو وہ یہ امر مد نظر رکھتی ہے۔ کہ اتنا بیج ہو جو آٹھ دس یا پندرہ بیس سال میں سارے ملک کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ لیکن ہمارا یہ بیج اس قسم کا بھی نہیں بلکہ ہمارا بیج اس قسم کا ہے۔ جیسے اللہ نے آدمی کی پیدائش کے وقت دنیا میں بویا اور وہ لاکھوں لاکھ سال میں ترقی کو پہنچا۔ اگر اس تدریجی ترقی کے ساتھ یہ بیج بڑھا تو اس

کے لئے لاکھوں یا ہزاروں سال کی ضرورت ہوگی لیکن دنیا میں کوئی مذہب بھی آج تک ہزاروں سال تک زندہ نہیں رہا۔ موجود تو رہا ہے۔ مگر زندہ نہیں رہا۔ ہندو مذہب ہندوؤں کے متعلقہ کے مطابق لاکھوں سال سے ہے اور یورپین لوگوں کی تحقیقات کے مطابق یہ مذہب اڑھائی تین ہزار سال سے ہے۔ مگر مذہب کا موجد ہونا اور چیز ہے۔ اور مذہب کا زندہ ہونا اور چیز ہے۔ وہ حقیقتیں جو رشی لائے تھے۔ وہ حقیقتیں جو کرشن اور راجا چنڈ لائے تھے۔ وہ اب کہاں ہیں وہ زندگی کا ثبوت جو حضرت کرشن اور حضرت راجا چنڈ نے پیش کیا کرتے تھے۔ وہ اب کہاں ہے۔ وہ ان کا خرافاتی سے حکم لہ مخاطب اب کہاں ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ یہ بیج نہ سمی وہ کون سے ہندو ہیں۔ جو دیروں پر عمل کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ آج

ساری ہندو دنیا میں ایک انسان بھی ایسا نہیں

جو کہہ سکے کہ وہ دیروں کی تعلیم کے مطابق باطنی طور پر تو الگ رہا ظاہری طور پر ہی عمل کر رہا ہے۔ عیسائی مذہب انہیں سوسا اسے موجود ہے۔ لیکن موجود ہونا اور چیز ہے۔ زندہ ہونا اور چیز ہے۔ حضرت مسیح تو دنیا کا لکار کر حسیح دیتے ہیں۔ کہ اگر تم میں ایک رانی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو تم ہواؤں کو کہو گے تم جاؤ تو وہ تم جاتیں گی تم دریاؤں کو کہو گے کہ ٹھہر جاؤ تو وہ ٹھہر جائیں گے تم پہاڑوں کو کہو گے کہ چلو تو وہ چلنے لگ جائیں گے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ یہ استعارے کا کلام ہے۔ ہراڑ سے مراد ہمالہ نہیں دریاؤں سے مراد گنگا جمنایا انڈس نہیں اور ہواؤں سے مراد وہ ہوائیں نہیں جو درختوں کو ہلاتی ہیں بلکہ یہ سب استعارے کا کلام ہے مگر استعارہ کے رو سے جو معنی ہواؤں کے ہیں جو معنی دریاؤں کے ہیں جو معنی پہاڑوں کے ہیں وہ معنی بھی تو آج پورے نہیں ہو رہے وہ کون سا تفسیر ہے جو عیسائیت کے ذریعہ دنیا میں ہورہا ہے۔ عیسائیت نے تو یہ لکھ کر مندرجیت ایک لعنت ہے ساری دنیا کو چیکا کر قرار دیدیا ہے۔ صرف دس احکام بتلا ہیں۔

مگو کہ ان دس احکام پر بھی میں عمل کر رہے ہیں۔ ہم مان لیتے ہیں۔ کہ ایک حصہ کمزور ہوتا ہے۔ جو شرعی احکام پر عمل نہیں کرتا۔ لیکن آخر کچھ حصہ تو اس پر عمل کرتا ہے۔ مگو عیسائیوں میں تو وہ حصہ بھی نہیں ملتا۔ اول تو وہ میں ہی دس احکام اور پھر ان پر بھی وہ عمل نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد آئیل پ ایک گروہ سے کہ وہ مسلمان بھی دن بھر میں پچاس احکام پر عمل کر لیتا ہے۔ حالانکہ بڑے سے بڑا عیسائی حضرت مسیح کے دس احکام پر بھی عمل نہیں کرتا۔ پس عیسائیت کے تو سبھی۔ لیکن عیسائیت زندہ نہیں۔ اس کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت زرتشت اور دوسرے نبیوں کی تعلیم پر عمل بالکل مفقود ہے۔ پس ہزارہ سال تک کوئی قوم اور کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ جھکا رہ جاتا ہے۔ فضلہ رہ جاتا ہے۔ مگو حقیقت باقی نہیں رہتی۔ میں جب بھی دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے کوئی مذہب بھی تین چار سو سال سے زیادہ زندگی نظر نہیں آتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ خیر المشرکین قرنی تھا الذین یلبسہم تھا الذین یلبسہم شر فیہم الا عروج کہ اسلام کی سب سے اچھی صدی سہی ہوگی۔ اسکے بعد دوسری ہوگی۔ اور پھر تیسری صدی ہوگی اس کے بعد بد اخلاق جماعت ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر شان والا اور کون آدمی ہوگا۔ مگو آپ کی تعلیم میں تین چار سو سال تک میں لگے نہیں پڑے گا۔ میرا بتنا چاہتی ہے۔ اس کو اس خیال میں نہیں پڑا چاہئے کہ اس کے لئے

ہزار ہا سال کام کرنے کے لئے پڑے ہیں۔ کیونکہ آج تک ہزار سال تک ایک قوم بھی زندہ نہیں رہ سکی۔ اور ہمارے اند کوئی ایسی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ کہ ہم ہزار سال تک مذہب کو زندہ رکھنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ ایسی تو

مزید تربیت کی ضرورت ہے۔ تاکہ جماعت صحابہؓ کے مقام تک پہنچے۔ اس کی مشابہت نہیں کہ ایسے آدمی ہم کو ملے ہیں۔

جو صحابہؓ کے مقام تک پہنچے۔ لیکن ہماری جماعت ایسی جماعتی لحاظ سے صحابہؓ کے مقام تک نہیں پہنچی۔ اور ابھی جماعت کو اس مقام تک پہنچنے کے لئے بہت بڑی جدوجہد اور قربانی کی ضرورت ہے۔ مگو صحابہؓ کی قربانیاں بھی اسلام کو تین سو سال تک ہی زندہ رکھ سکیں۔ پھر نبیؐ عروج آگیا۔ اگر ہم صحابہؓ کے مقام پر بھی پہنچ جائیں۔ تب بھی ہم کبہ کہتے ہیں کہ ہم تین سو سال تک زندہ رہ سکیں گے۔ حضرت مسیح نامری کی تعلیم پر پڑے سو سال بعد ہی شرک پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پس ہمارے لئے ایک تھوڑا سا وقت مقدر ہے

اس تھوڑے سے وقت میں کیا ۳۳ مبلغ دو لاکھ مبلغوں کا کام کر سکتے ہیں۔ یقیناً جب تک غیر معمولی کوشش ہماری طرف سے نہ ہو۔ جب تک غیر معمولی فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہ ہو۔ اس وقت تک یہ کام بھی نہیں ہو سکتا۔ ان

خدا تعالیٰ کا فضل جب نازل ہو۔ تو دنیا میں آپ ہی آپ ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک زمانہ آپ آئے گا۔ کہ انسان رات کو مومن سوئے گا۔ اور صبح کو کھٹکا تو کا فر ہوگا۔ اور رات کو کا فر سوئے گا۔ اور صبح اٹھیکھا تو مومن ہوگا۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ

خدا تعالیٰ کی تقدیر ان دنوں بڑے زور سے جاری ہوگی۔ ایک شخص کا رات کو مومن ہونا اور صبح کو کا فر ہونا یہ تو ہمارے کام میں داخل نہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علی الصلوٰۃ والسلام اس کام کے لئے دنیا میں آئے۔ یہ تو جنھوں کا حصہ ہے۔ ہمارا حصہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص رات کو کا فر ہوئے اور صبح اٹھے تو مومن ہو۔ یہ تقدیر ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کو کھینچنا ہمارا اصل کام ہے۔ اس غرض کے لئے جو آدمی ہم نے تیار کر کے باہر بھیجے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ وہ آئے ہیں تمہارے برابر بھی نہیں بلکہ آئے ہیں جتنا تمک ہوتا ہے۔ اس کے

یقیناً بہت کم ہیں۔ اور حقیقت اسے تبلیغی جدوجہد نہیں بھی غلط ہے۔ پھر نہ معلوم جب انہوں نے عملی زندگی میں قدم رکھا۔ تو کس طرح کام کر گئے۔ ان کے داغ کتنے روشن ہوئے ان کے اندر عرفان کس حد تک پیدا ہوگا۔ ان کا ایمان انہیں کتنی قربانی پر آمادہ کرے گا اور پھر ان کی آوازیں کتنا اثر ہوگا۔ کہ لوگ ان کی طرف توجہ ہوں۔ ان کے قلوب ان کی طرف کھینچ جائیں۔ اور وہ ایمان کی طرف قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یساراً کام ایسا ہے۔ جو ہمارے قبضہ میں نہیں بلکہ اس میں کچھ حصہ تو ہمارے مبلغین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کچھ حصہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہماری مثال تو ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی نے کاغذ کی ناؤ بنائی اور دریا میں چھوڑ دی۔ اب یہ کاغذ کی ناؤ پانی کے حمل سے پھرتا رہے۔ اور کس طرح خدا تعالیٰ کے ہلکی جواؤں کو چلاتا۔ اور کاغذ کی ناؤ کو یار امداد دیتا ہے۔ یہ سارا کام اس کا ہے ہمارے بس کہ بات نہیں۔ شہ شہ ہے کہ کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبے گی۔ ہماری ناؤ بھی کاغذ کی ہے۔ اور ہم اس کے تعلق ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبے گی۔ آگے یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ اسے دوسرے کنارے پر سلامتی کے ساتھ پہنچا دے۔ اور یہ محض اس کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے ہماری کوششوں سے نہیں۔ پس ہیں

خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں اور التجا میں کرنی چاہئیں کہ وہ اس ناؤ کو سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچا دے۔ جہاں تک انسان تدا بیر اور کوششوں کا سوال ہے۔ کاغذ کی ناؤ کا دوسرے کنارے پر جانا تو الگ بات ہے۔ وہ اپنے کنارے سے چلے بغیر ہی ڈوب جایا کرتی ہے۔

ایک بہت بڑا کام ہمارے سپرد ہے۔ اور میں تمہیں سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا بھر کے دلوں کو بدل ڈالنا معمولی بات نہیں۔ حقیقت زمین و آسمان کو پیدا کرنا آسان ہے۔ مگو

دنیا کے قلوب کو بدل ڈالنا آسان بات نہیں۔ میں نے یہ بات یونہی نہیں کہی۔ مجھ سے پہلے بزرگوں نے بھی یہ بات کہی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا۔ اگر تمہیں کوئی شخص کہے۔ کہ اے سائید اہلی جگہ سے ہل گیا ہے۔ تو مان لیا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ فلاں شخص کی طبیعت بدل گئی ہے تو نہ ماننا۔ گو حضرت عمرؓ نے ایک شخص کی طبیعت کے بدل جانے کو ایک پہاڑ کے بل جانے سے زیادہ مشکل قرار دیا ہے۔ اور میں نے تو

ساری دنیا کے قلوب کو بدلنے کی ہمت بتائی ہے۔ پس جو نسبت میں نے آسمان اور زمین کی ساری دنیا کے قلوب کے لگانے ہے۔ وہ غلط نہیں۔ واقعہ یہی ہے کہ قلوب کو بدلنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہمارا چند پیسے چندوں میں دینا یا ہمارے چند نوجوانوں کا زندگی وقف کر دینا محض ایسا ہی ہے۔ جیسے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جانا قلوب جب بھی بدلتے ہیں۔ آسمانی تقدیر کے ساتھ بدلتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض معقول باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن ہندی طبائع کے ساتھ ٹکرا کر اگر آپاٹ پائیں ہو جاتی ہیں۔ اور بعض غیر معقول باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس طرح اثر کرتی چلی جاتی ہیں۔ جس طرح موافق ہوا کے بمٹا دہانی کشتی اڑتی چلی جاتی ہے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ آج کل خدا تعالیٰ کے حضور خاص طور پر دعائیں کریں۔ مگو دعائیں اس رنگ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ جس رنگ میں عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقی رنگ میں دعا کرنی چاہئے اور حقیقی دعا وہ ہوتی ہے کہ جب قلوب پر اثر ہوتا ہے۔ تو آپ ہی آپ دل اور زبان سے دعا نکلتی چلی جاتی ہے۔ اس کام بھی کرتا جاتا ہے۔ اور دعا بھی نکلتی جاتی ہے۔ سجدہ جو میں گھنٹے نہیں کر سکتے۔ جو میں گھنٹے نہیں کر سکتے۔ تم قیام جو میں گھنٹے نہیں کر سکتے۔ تم قیام جو میں گھنٹے نہیں کر سکتے۔ لیکن جو میں گھنٹے تمہارے دل میں ایک جوش رہ سکتا ہے اور اس کی دھب سے دعا تمہارے دل پر

جاری رہ سکتی ہے۔ شاید تم میں سے کوئی
لکھے کہ انسان تو رات کو سو جاتا ہے۔
بچہ جو بس گھنٹے کس طرح کوئی دعا جاری
رہ سکتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض
علم کی قلت کا نتیجہ

ہے۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے علم
تصوف کی رو سے بھی اور علم النفس کی
رو سے بھی۔ کہ انسان جن خیالات میں
سوتا ہے۔ وہ خیالات ساری رات نیند
میں بھی جاری رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس بات پر زور دیا ہے کہ رات
کو سوتے وقت آیت الکوہی اور آخری
تین سورتیں پڑھ کر ماتھے پر پھونک دو۔
اور پھر ماتھے اپنے جسم پر بھیر لو۔ اور پھر
خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے
ہوئے سوؤ

کہ اللھم! سلامت نفسی الیٰک
دو جہت و صحیح الیٰک و فوضت
اخری الیٰک و ارجأت ظہری الیٰک
رغبۃ و رھبۃ الیٰک لا ملجاء
ولا منجأ منک الا الیٰک۔ اللھم
امنک بکتاب الذی انزلت و
نبیک الذی ارسلت۔ اور اس کے
بعد کوئی بات نہ کرو۔ آخر کیوں رات کو
سوتے وقت یہ الفاظ پڑھنے کے لئے
کہی گئی۔ اور کیوں یہ کہا گیا کہ اس کے
بعد کوئی بات نہ کی جائے۔ اس کی وجہ یہی
ہے کہ جن خیالات میں انسان رات کو سوتا ہے
وہی خیالات ساری رات اس کے دماغ میں
چکر لگاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ سو رہتا ہے
پھر یہ ست خیال کرو۔ کہ رات کو دماغ
خالی ہوتا ہے۔ دماغ رات کو بھی سو جاتا رہتا
ہے۔ صرف آنا فرق ہے کہ دماغ کا بیڑی
حصہ جس کی وجہ سے انسان بیرونی دنیا
کی باتیں سنتا ہے۔ وہ سویا ہوا ہوتا ہے
لیکن اندرونی حصہ برابر کام کر رہا ہوتا ہے
تم کہو گے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ
انسان کو علم بھی نہ ہو۔ اور دماغ بھی ایسا
کام کر رہا ہو۔ میں یہ بات سمجھانے کے
لئے

ایک موٹی مثال

دیتا ہوں۔ تم ایک چیز کھاتے ہو۔ اس کے بعد

تمہیں پتہ نہیں ہوتا کہ تمہارے معدے میں
کیا ہو رہا ہے۔ تمہیں پتہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ
تمہارے جگر میں کیا ہو رہا ہے۔ تمہیں پتہ بھی
نہیں ہوتا۔ کہ تمہارے دل میں کیا ہو رہا ہے
اور دس ہندون دن کے بعد وہ کھانا ایک
بیاری کی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کی
وجہ یہی ہے کہ جسم کے ایک حصہ کو اس
کا علم تھا۔ اور دوسرے کو اس کا پتہ نہیں
تھا۔ ظاہر اس بات سے ناواقف تھا۔
کہ اندر زہر کی ایک فیکٹری بن گئی ہے۔ لیکن
باطن اس فیکٹری کو جانتا تھا۔ پس یہ عجیب
بات نہیں۔ روزانہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض
چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کو ہم ظاہری علم
کے لحاظ سے نہیں جانتے۔ لیکن ہمارا
اندر انہیں جانتا ہے۔ اور بعض ایسی
ہوتی ہیں۔ جن کو ہم ظاہر میں بھی جانتے
ہیں۔ اس طرح رات کے وقت انسان جن
خیالات میں سوتا ہے۔ وہی ساری رات اس
کے قلب میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ پس جب
طبیعیات میں بوجھ

پیدا ہو جائے۔ اور انسان خواہ کسی حالت
میں ہو دعا کرتا رہے۔ تو وہ دعا ضرور قبول
ہو جاتی ہے۔ میں نے خود گئی وہ دفعہ دیکھا ہے
میں کام بھی کرتا رہتا ہوں۔ اور دعا بھی
دل سے نکلتی چلی جاتی ہے۔ اس وقت مجھے
یقین ہوتا ہے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔
بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے
لئے بھی اس طرح دعا کریں۔ وہ یہ نہیں
جانتے۔ کہ قلب کی یہ کیفیت انسان کے
اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ یہ نتیجہ ہوتی
ہے دوسری دعاؤں کا۔ بہر حال افراد کی
ضروریات بھی خدا تعالیٰ نے پوری کرنا ہے۔
اور تو سہ کی ضروریات بھی خدا تعالیٰ نے پوری کرنا
ہے لیکن اسلام کی ضروریات کو پورا کرنا تو وہ اپنا
فرض سمجھتا ہے۔ کیونکہ اسلام کو اپنے بھیجا۔ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے بھیجا۔ حضرت سید
موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نے بھیجا۔ پس
جس ہستی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بھیجا۔ اور قرآن شریف کو نازل کیا۔ جس ہستی نے
دونوں کے نام کو دوبارہ دہن کرنے کے لئے حضرت
سیح موجود علیہ السلام کو بھیجا۔ اس ہستی کے
معلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا۔ کہ وہ ہم سے زیادہ دنیا
کی اصلاح کی فکر نہیں یقیناً وہ ہم سے زیادہ نگرانہ

سوال صرف اس قدر ہے۔ کہ ہم اس کے
آلہ کار بن جائیں تاکہ ہمارے ذریعہ وہ مقصد
پورا ہو جائے اس کے لئے ہمیں اس کے حضور
جھک کر ایٹاک نعبہ کے ماتحت
اپنی زندگیوں وقف کر دینی چاہئیں
اور ایٹاک نستعین کے ماتحت اپنی دعاؤں
کو وقف کر دینا چاہئے اگر ہم ایسا کر دیں تو
یقیناً اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ایسا
صراط مستقیم پیدا فرمادے گا جس سے
احمدیت دنیا میں غالب آجائے گی
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا
میں پھر روشن ہو جائے گا۔ قرآن کریم پھر
بولنے والی کتاب بن جائے گی جو لوگوں سے
باتیں کرے گی ان کی اصلاح کرے گی۔
اور ان کے اندرونی نقائص کو دور کر دے گی۔

مگر ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنے اندر تبدیلی
پیدا کر کے اپنے آپ کو اس کے فضلوں
کے مستحق بنائیں اور خدا تعالیٰ کے حضور
گرہ گرا کر دعا کریں کہ وہ ہمیں اس مقصد کو
پورا کرنے کے لئے اپنا آلہ کار بنا دے وہ
ہماری زبانوں میں اثر پیدا کرے وہ ہماری
آنکھوں میں اثر پیدا کرے وہ ہمارے
ناصوں میں اثر پیدا کرے تاکہ اگر ہم کچھ
کھیں تو وہ لوگوں کے دلوں میں اتر جائے۔
کسی طرف آنکھ اٹھائیں تو اس کے دل میں
نری پیدا ہو جائے کوئی بات کریں تو لوگ
اس کے منہ پر آمادہ ہو جائیں اور پھر وہ
ہمارے قلوب کی ایسی حالت کر دے کہ
جب ہم خواہش کریں کہ فلاں علاقہ اسلام
میں داخل ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے

فورا آئیں کہیں اور

خدا تعالیٰ عرش سے حکم نازل کرے
کہ ایسا ہو جائے۔ ہم تو اتنا ہی کہہ سکتے ہیں
کہ وہ ہلاکت پا جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی
ہے۔ جو اس خواہش کو
ہدایت پا جائیں کی بجائے ہدایت پائے
کی صورت میں بدل سکتا ہے۔ اگر ہماری
یہ خواہش انصاف پر مبنی ہے۔ اور ہمارا
اسلام کی ترقی کے لئے مصلحتیں کو باہر

بھیجتا تقویٰ پر مبنی ہے۔ تو اس صورت
میں خدا تعالیٰ جس بات کا پہلے سے ارادہ
کر چکا ہے۔ اس کا ظہور میں آجائے گا
مشکل امر نہیں۔ پس دوستوں کو ان دنوں

میں
خصوصیت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے
حضور و عایش
کرنی چاہئیں۔ اور اپنی ذات کی بھی اصلاح
کرنی چاہئے۔ ہم نے
اپنے نوجوانوں کو

اگر وہ ہم میں سے کسی کے بیٹے نہیں تو ہمارا
وہ کسی ماں اور کسی باپ کے بیٹے ہیں دنیا
میں بھیجا ہے۔ تن تنہا بغیر سامانوں کے بغیر
ہتھیاروں کے بغیر تجربہ کے اور بغیر ان
علوم کے جن کو پیش کئے بغیر پورے
لوگ بات ہی نہیں مانتے میں نے عیسا
کے پہلے بھی مثال دی ہے۔ ہم نے ان کو
ایسی صورت میں بھیجا ہے جیسے کاغذ کی ناؤ
کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔ اب

ہمارا فرض ہے

کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور گر جائیں۔ اور
اس کی مدد مانگیں۔ میں نے ایک گزشتہ
خطبہ جمعہ میں خضاء کا ایک قصہ سنایا تھا۔
اس وقت جو حصہ سنایا تھا وہ اس مضمون
کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ کہ قلب ایک
جنگ میں مسلمانوں کے لئے خطرناک صورت
پیدا ہوگئی تو خضاء نے اپنے تینوں
بیٹوں کو بلایا اور کہا میں نے تمہیں بیوگی
کی حالت میں بڑی بڑی مصیبتوں میں رہ
کر پالا اور تمہاری پرورش کی ہے۔ میں
اپنا درد خضاء قیامت کے دن تمہیں معاف
نہیں کرونگی جب تک تم فتح پا کر نہ لوگو گے
یا مارے نہ جاؤ گے لیکن دوسرا حصہ وہ ہے
جو آج کے مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔
خضاء نے اپنے بیٹوں کو بھیج کر دیا لیکن
انہیں بھیج کر وہ اپنی ذمہ داری سے
سبکدوش نہیں ہوگئی اس نے اپنے
بیٹوں کو موت کے لئے بھیجا اور اسلام
کی طرف سے جو اس پر ذمہ داری
تھی اسے ادا کر دیا اس کے بعد اس پر
جو دوسری ذمہ داری تھی یعنی مامت کی
اس نے اسے ادا کیا وہ ان کو موت
کے منہ میں بھیج کر خود

خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں

گر گئی اور کہا اے میرے رب
میں نے اپنی جوانی دکھ میں گزاری ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نماز اہم ہدایا

دربارہ انتخاب نمائندگان مجلس شورٰی

ذیل میں حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر پر مبنی مجلس مشاورت ۱۳۱۹ھ کا وہ حصہ جماعتوں کی انگلیوں اور یاد دہانی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ جو انتخاب نمائندگان مجلس شورٰی کے متعلق نہایت اہم ہدایات پر مشتمل ہے۔ تا جا عنایتیں اپنے نمائندگان کے انتخاب کے وقت ان ہدایات کی روشنی میں انتخاب کریں۔

فضل سے وہ روحانی عمارت دنیا میں خود بخود کھڑی کر دے۔ اور جب ہم جائیں۔ یہ دیکھ کر اسی کے حضور سجدات شکر بجالاتیں مگر خدا نے ہم پر رحم کر کے وہ کام خود بخود کر دیا ہے۔ جس کا بجالانا ہمیں اپنے لئے بالکل ناممکن نظر آتا تھا۔ اور جس کا کرنا ہمیر ہمت مشکل دکھائی دیتا تھا۔ مگر جہاں ایک حصہ اس کام کا ایسا ہے۔ جو دعاؤں اور عاجزی اور زاری سے خدا نالے سے کروا جا سکتا ہے۔ وہاں ایک حصہ اس کام کا ایسا بھی ہے۔ جو ہمارے ذمہ ہے۔ اور جس کی طرف اگر ہم نگاہ نہ رکھیں گے۔ اور اگر ہم اپنے اس حق کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے کبھی مستحق نہیں ہو سکتے۔ جس کی ہم امید رکھنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمیں اپنے کام کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔

مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض جاہل ایسی ہیں جو مجلس شوریٰ میں اپنے نمائندے اہل چکر نہیں بھجواتیں چنانچہ میں نے اس سال کے نمائندگان کی جو لسٹ دیکھی ہیں۔ ان میں بعض منافق بھی مجھے نظر آتے ہیں۔ بعض ہمت ناکرز اور اجمان والے مجھے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے اور معترف بھی میں نے دیکھے ہیں۔ اور بعض یقینی طور پر ایسے لوگ ہیں جو اپنے مذہبیت فقور اجمان رکھتے ہیں۔ اگر جماعتیں اپنے نمائندگان کا صحیح انتخاب کریں۔ تو اس قسم کی کوتاہی اور غفلت ان کے لیے سرزد نہ ہوتی مگر افسوس ہے۔ کہ جماعتیں نہیں سمجھتی کہ کون نمائندگی کا اہل ہے۔ بلکہ وہ یہ دیکھ کر ہی کہ کون فارغ ہے۔ جسے خرابان بھیجا جا سکتا ہے۔ اور نمائندگی کا سوال ہو تو وہ پوچھ لیتی ہیں۔ کہ کیا کوئی فارغ ہے۔ اس پر جو کسی کو دے کر میں فارغ ہوں۔ بھجوا دیا جاتا ہے۔ اور یہ قطعی طور پر نہیں سمجھا

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”اے عزیزو جو مختلف جہات اور اطراف سے اس مجلس شوریٰ میں شامل ہونے کے لئے جمع ہوئے ہو۔ ہماری ذمہ داریاں اور ہمارے فرائض ایسے نازک ہیں۔ کہ ان کا خیال کر کے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ وہ دنیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا کام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اب وہ ان کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بلا استثنا وہ شخص ہے۔ جو اس بات کو جانتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ اور سیر کرنا ہے۔ کہ ہم اس کام کے اہل نہیں ہیں۔ بلکہ اس کام سے واقف بھی نہیں جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ کہ ہم ایک ایسی عمارت تیار کریں۔ جو دنیوی عمارتوں کے مقابلہ میں روحانی صفت میں ایسا ہی مرتبہ رکھتی ہو۔ جسے دنیوی عمارتوں میں مثلاً تاج محل۔ مینار ہم تو جھونپڑے بنائے کی جی طاقت نہیں رکھتے۔ مزدوروں کے چھیرے بنانے کی جی ہم میں طاقت نہیں۔ گویا کہ ہم وہ عظیم الشان عمارت تیار کریں۔ جسے دیکھ کر اگلے اور پچھلے لوگ حیران رہ جائیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ بے کام ہماری طرف سے خود ہی کر دے۔ جیسے برائے قصوں میں بیان کیا جاتا تھا۔ کہ جنات لوگوں کے مکان بنا جایا کرتے تھے۔ ہماری امیدیں بھی اپنے رب پر ایسی ہی ہیں۔ وہ فرضی جن تو لوگوں کے کیا مکانات بناتے تھے۔ البتہ ہم یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ہمارا رب ہم پر یہ رحم کرے کہ جب ہم سو رہے ہوں تو اپنے

کو فارغ بنا کر واپس لا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ آئی تو ہمارے کام کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے کوئی شخص سامان مزدوری کرے اور شام کو اپنی مزدوری دریا میں ڈال دے۔ اگر ہم اہل اس کے ساتھ یہ کام کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ایسی کیفیت پیدا کر دے گا۔ کہ ہمارے دل بولنے لگ جائیں گے اور رات اور دن وہی خیالات ہمارے دلوں میں جاری رہیں گے۔ ہم دنیا کے کام کر رہے ہوں گے اور دعائیں ہمارے دلوں سے نکلتی چلی جائیں گی۔ بیک برہمنی اپنی نگاہی چیر رہا ہوگا اور ساتھ ہی اس کے دل سے آواز نکلی رہی ہوگی۔ کھلاری کھٹ کھٹ کر رہی ہوگی۔ اور ساتھ ہی اس کے دل کی آہٹ خدا تعالیٰ کے سامنے پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہوگی۔ کہ اے خدا ہمارے مبلغین کو آرام سے رکھیو

اور ان کی مدد اور نصرت فرما تو اور جب ایک طبقہ کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ ان کے دل بولنے لگ جائیں گے۔ جیسے صوفیا کہا کرتے تھے کہ فلاں کا دل بولنے لگا گیا ہے۔ تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دل باتیں کرنے لگ جانا اور کلمہ پڑھنے لگ جانا ہے۔ حالانکہ دل بولنے کا یہ معنی نہیں ہوتے۔ بلکہ دل بولنے کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ دل میں سے دعائیں خود بخود پیدا ہوتی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور امانے کا سوال ہی نہیں رہتا۔

رات اور دن دل میں ایک فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رات اور دن دل دعا میں لگا رہتا ہے۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ بندے کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کا نام صوفیا نے دل کا بولنا رکھا ہے۔ ناواؤنا نے دل بولنے کے معنی یہ سمجھ لئے ہیں۔ کہ زبان سے جس طرح آدمی کلام کرتا ہے۔ اسی طرح دل بھی بولنے لگ جاتا ہے۔ مگر یہ معنی نہیں۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے گی اس وقت ہمارے لئے کامیابی بالکل یقینی ہو جائیگی۔ مگر ایسی صورت پیدا کرنے کے لئے پہلے زبان سے دعائیں کرنی چاہیے

کامیابی کا پہلا قدم ہے۔ خرف دوستوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے مشکل کام

کیونکہ میرا خاوند برہمہاشی آدمی تھا۔ پھر میں نے اپنا بڑھاپا دکھ میں گزارا کیونکہ تین بچوں کی پرورش کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اب اے میرے رب جب مجھے آرام ملے گا موقع تھا۔ میں نے اپنے تینوں بچوں کو جو میری ساری عمر کی کمائی ہیں۔ تیرے دین کی خدمت کے لئے یہ کہہ کر بھیج دیا ہے۔ کہ جاؤ یا تو فریغ پاکر واپس آنا یا وہیں مر جانا لیکن اے میرے رب اب میری ماہیتا تیرے عرش کے آگے اپیل کرتی ہے

کہ ان کو زندہ ہی واپس لانا چاہتا ہوں وہ زندہ ہی واپس آئے اور فریغ پاکر آئے۔ اب بھی جب کہ بعض ماڈرن نے اپنے بچوں کو گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا ہے۔ جب نوجوانوں نے اپنی زندگیوں دین اسلام کے لئے وقف کر دی ہیں۔ اور باپوں نے اپنی نسلیں خدا نالے کے لئے دے دی ہیں۔ اور جتنی اسلام کے لئے قربانی کی ذمہ داری تھی وہ جنھوں نے پوری کر دی اور بعض پوری کرنے کی کوشش کر رہے تو ہم پر یہ ذمہ داری عاید ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک کر کہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی عمر کی کمائی تیرے دین کے لئے دے دی ہے۔ اب تو خود ہی ان کی حفاظت کر اور ان کو با مراد واپس لا کہ ہمارے دل میں خوش ہوں اور تیرے دین کو بھی ترقی ہو۔ یہی وہ ذمہ داری ہے۔ جو ہم پر عائد ہے۔ اسی طرح جس طرح خنساء پر تھی بلکہ دین کا شہتہ دنیا کے رشتہ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اگر خنساء اپنے جسمانی بچوں کی بقا اور ان کی حفاظت کے لئے اس قدر بیتاب ہو کر نہ تھا تو لالے کے حضور جھک گئی تھی تو پھر ہمارا توبہ فرخن اولین ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں ایک جوش پیدا ہوا اور ہم ان فوجوں کے لئے جو دین کے لئے یا ہر چیلے گئے ہیں یا باہر جانے والے ہیں خدا نالے کے حضور التماس کریں کہ اے ہمارے رب تو ان کو صحیح راستہ دکھلانے کے کاموں میں برکت دے ان کو کامیابی عطا فرما اور ان

کہاں مجلس شوریٰ کی ذمہ داریاں کئی دس بیس ہی اور کئے۔ اہم فرائن ہیں۔ جو نمائندگان پر عائد ہوتے ہیں صرف اس لیے کہ ایک شخص فارغ تھا۔ یا صرف اس لیے کہ ایک شخص بڑبلا اور معزز تھا۔ یا صرف اس لیے کہ ایک شخص زیادہ آسودہ حال تھا۔ یا صرف اس لیے کہ ایک شخص آگے آنا چاہتا تھا۔ انہوں نے ان کو نمائندہ بنا کر قادیان بھیج دیا۔ حالانکہ وہ شخص جو آگے آنا چاہے۔ اور خود بخود کوئی عہدہ مانگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسے وہ عہدہ نہیں دیا جائے گا۔ پس میں جماعت کو آپ لوگوں کی وساطت سے یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ جو کام خدا کا ہو۔ تو ہر حال اسے پورا کرے گا۔ مگر جس کام کا ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ اگر ہم اس کام کو یا تعدادی کے ساتھ سرانجام نہیں دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول میں دیر لگ جائیگی۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور نمائندگی کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کو منتخب کرو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ جماعت نے ابھی تک مجلس شوریٰ کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے صرف اس کو ایک مجلس سمجھ لیا ہے۔ جس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس میں انہوں نے اپنی جماعت کا کوئی نمائندہ نہ بھیجا۔ تو ان کی سبکی ہوگی۔ اس لئے انہوں نے کامل طور سے کام نہیں لیا۔ اور نمائندہ کے طور پر بعض منافقین کا بھی انتخاب کر لیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بے نمازیوں کو بھی چن لیا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی چن لیا ہے۔ جن کا کام سلسلہ پر ہر وقت اعتراض کرتے رہتا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ معترض تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ انہیں آگے آنے کا موقع ملے۔ حالانکہ اس مجلس شوریٰ کے سپرد ایک ایسا کام ہے۔ جس کی اہمیت اور نزاکت ایسی عظیم الشان ہے۔ کہ اس کو کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ یہ کہ اس مجلس کے سپرد ایک کام بھی ہے۔ کہ اگر کسی خلیفہ کی ناگہانی موت ہو جائے۔ تو یہ مجلس اس کی وفات پر جمع ہو۔ اور نئے خلیفہ کا انتخاب کرے۔ اگر اس

جماعت کے اندر بھی منافقین شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی کمزور ایمان والے لوگ شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی بے نمازی شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی وہ بڑبولے اور معزز شامل ہوں۔ جن کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے بالکل خالی ہوں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس مجلس میں بھی پارٹی بازی شروع ہو جائیگی۔ اور کوئی کسی کی طرف تھیک جائے گا۔ اور کوئی کسی کی طرف۔ اور لڑائی جھگڑا اور فساد شروع ہو جائے گا۔ جیسے بعض ناقص العقول اور کمزور جماعتوں میں پریذیڈنٹ وغیرہ کے انتخاب کے موقع پر اس قسم کے جھگڑے ہو جاتا کرتے ہیں۔ اور جماعت کا ایک حصہ کسی کے متعلق پریذیڈنٹ کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا حصہ کسی کے متعلق۔ اور انتخاب کے موقع پر بجائے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرنے کے ہر پارٹی یہ چاہتی ہے۔ کہ جس کا اس نے انتخاب کیا ہے وہی پریذیڈنٹ ہو۔ اگر اسی قسم کے جھگڑے اور اسی قسم کی پارٹی بازی مجلس شوریٰ میں بھی شروع ہوگی۔ تو اس وقت خلافت خلافت نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک ادنیٰ ونبوی استغلا ہوگا۔ جو نہ دین کے لئے مفید ہوگا اور نہ دنیا کے لئے۔ اس مجلس میں تو ان لوگوں کو شامل ہونے کے لئے بھیجا چاہیے۔ جن کا ایمان اتنا مضبوط ہو۔ کہ وہ سلسلہ کا فائدہ کے لئے اپنے باپ اور اپنی ماں کی بات بھی سننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ سمجھا یہ کہ وہ ادھر ادھر کی باتیں سنیں۔ اور سلسلہ کے خلافت پر پریذیڈنٹ کرتے لگ جائیں۔ اس قسم کے آدمی تو مجلس شوریٰ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر رہتے چاہئیں۔ کجا یہ کہ ان کو نمائندہ بنا کر اس مجلس میں شامل کر لیا جائے۔ پس یہ ایک خطرناک غفلت ہے جو اس دفعہ جماعت نے کی۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ جماعتیں میری اس ہدایت کو یاد رکھیں گی۔ بلکہ میں جماعت کے کارکنوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس حصہ تقریر کو الگ شائع کر دیں۔ اور آئندہ مجلس شوریٰ کے موقعوں پر ہمیشہ اسے شائع کرتے رہیں۔ تاکہ جماعتیں ان لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجا کریں۔ جو تقویٰ اور دیانت

اور عبادت کے لحاظ سے بڑے ہوں۔ یہ نادانی کا خیال ہے۔ جو بعض جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کہ فلاں چونکہ مالی واقفیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجا چاہیے۔ یا فلاں چونکہ بولتا زیادہ ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجا چاہیے۔ اگر محض مالی واقفیت کی وجہ سے شوریٰ کی نمائندگی جائز ہو۔ تو پھر تو کوئی ہندو بھی میں نمائندہ بنا لینا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی مالی امور کے متعلق واقفیت رکھتا ہو۔ تو اسے بھی نمائندہ بنا لینا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ بجٹ سے تعلق رکھنے والی یہ باتیں محض سطحی ہیں۔ اور دوسرا درجہ رکھتی ہوں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کونسا بجٹ تیار ہوا کرتا تھا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کونسا بجٹ تیار ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بجٹ بنتا ہی نہیں تھا۔ حضرت سید مومنان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی بجٹ نہیں بنتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ کے زمانہ میں جب کام انجن کے سپرد ہوا۔ تو اس وقت بجٹ بننے لگا۔ لیکن فرعن کرو۔ کہ کسی وقت ہم ضرور اس مجلس کو اڑادیں۔ تو سلسلہ کو اس سے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ پس بجٹ پر بحث ایک سطحی کام ہے۔ اور اگر ہم اس کام کے لئے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا کریں۔ جو مالی معاملات کے متعلق اچھی واقفیت رکھتے ہوں۔ یا بڑبولے اور معزز ہوں۔ اور نمائندوں کے انتخاب میں نیکی اور تقویٰ کو مدنظر نہ رکھا کریں۔ تو یہ ایسی ہی بات ہوگی۔ جیسے چہرہ کی صفائی کے لئے کسی کی روح نکالی جاتی جائے۔ اگر روح نہیں ہوگی۔ تو مردہ کی لاش کو لیکر کسی نے کیا کرنا ہے۔ خواہ اس کا چہرہ کتنا ہی چمکتا ہو۔ اس میں کوئی شہ نہیں۔ کہ اگر ہمیں ایسے متقی اور نیک لوگ ملیں۔ جو نبوی علوم سے بھی آگاہ ہوں۔ اور حسابی معاملات میں بھی دسترس رکھتے ہوں۔ یا اچھے لسان اور پیکر ہوں۔ تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ضرور ایسے ہی نمازی کو چنوں۔ جو حساب نہ جانتا ہو۔ یا ایسے ہی نیک شخص کا انتخاب کرو۔

جو بول نہ جانتا ہو۔ اگر دونوں خوبیاں کسی میں پائی جائیں۔ تو اسی کا انتخاب کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ لیکن اگر کسی میں نیکی اور اتقا نہیں۔ بلکہ وہ محض نبوی علوم کا ماہر ہے۔ تو تم اس کی بجائے اس متقی اور پرہیزگار انسان کا انتخاب کرو۔ جو اپنے دل میں دین کا درد رکھتا ہو۔ جو بڑبولا نہ ہو۔ جو اپنے آپ کو آگے کرنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔ اور بائیں ہاتھ بات کو سمجھنے اور مشورہ دینے کی بھی اہلیت رکھتا ہو۔ مگر یہ کہ صرف نبوی علوم و فنون کو مدنظر رکھا جائے۔ اور یہ نہ دیکھا جائے۔ کہ وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک فضول بات ہے۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور متعلقہ کارکنوں کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس حصہ تقریر کو بغیر محبت تک پہنچا دیں۔ اور پھر متواتر پہنچاتے رہیں۔ کہ مجلس شوریٰ کے نمائندہ ایسے ہی منتخب کرنے چاہئیں۔ جن کے اندر تقویٰ و طہارت ہو۔ جو لوگ لڑاکے اور فسادی ہوں۔ نمازوں کی پابندی کرنے والے نہ ہوں۔ جو بٹ بولنے والے ہوں۔ معاملات کے اچھے نہ ہوں۔ بلاوجہ ناچارانہ اعتراض اور اعتراض کرنے والے ہوں۔ یا منافق اور کمزور ایمان والے ہوں۔ ان کو بطور نمائندہ انتخاب کرنا جماعت کی بڑبیر تیر رکھنا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو مجلس کے قریب بھی نہیں آنے دینا چاہیے۔ چاہے وہ کروڑوں روپیہ کے مالک ہوں۔ اور چاہے وہ بائیں کر کے تمام مجلس پر چھا جانے والے ہوں۔ ہمارے لئے وہی لوگ مبارک ہیں۔ جن کے اندر دین اور تقویٰ ہے۔ خواہ وہ اچھی طرح بول بھی نہ سکتے ہوں۔ اس کے مقابلہ پر وہ لوگ جن میں دین اور تقویٰ نہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی لسان اور لیکچرار ہوں۔ اور خواہ ان کے گھر سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے ہوں۔ ہیں ان کی ہرگز ضرورت نہیں۔ وہ اس مجلس سے جس قدر دور رہیں۔ اتنا ہی ہمارے لئے اچھا ہے۔

یورپ میں خوراک کی حالت

(الفصل کے نام لگا کر مقیم لندن کے قلم سے)

(۱)

جنگ کے بعد یورپ میں خوراک کی حالت بہت دگرگوں ہوئی ہے۔ بعض ممالک میں ڈوگ پیٹ بھر کر کھانا بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ بدترین حالت اٹلی، فرانس، آسٹریلیا اور پھر سب سے برتر جرمنی کی ہے۔ حال یہاں برطانیہ کے راشن میں مزید کمی کا اعلان ہوا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی یہاں کے بعض اخبارات نے یورپ کے دوسرے ممالک کی خوراک کی صورت حالات کے ساتھ برطانیہ کا موازنہ کیا ہے۔ اس کے مطالعے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ ہندوستان میں قحط کا خطرہ ہے۔ برطانیہ میں روٹی میں مزید طاقت کا اعلان ہوا ہے۔ امریکہ سے صدر ٹرومین نے بھی اعلان کیا ہے کہ آئندہ امریکہ کی روٹی بھی بجائے سفید رنگ کے گہرے رنگ کی ہوگی۔ یعنی خالص آٹا استعمال نہیں کیا جائے گا۔ بالعموم سارے برعظیم میں روٹی، گوشت اور دودھ کی کمی ہے۔ خراب ترین حالت بوڈاپیسٹ، آسٹریا کے بعض حصوں، ڈینیڈیا (یوگوسلاویہ) اور یونان کے بعض علاقوں کی ہے۔

یورپ کو آئندہ چھ ماہ کے لئے ایک کروڑ ستر لاکھ ٹن گندم کی ضرورت ہے۔ اندازہ ہے کہ صرف ایک کروڑ پینسٹ لاکھ ٹن گندم دستیاب ہو سکتی ہے۔ بعض علاقوں میں صرف چودہ روز کی روٹی کے لئے گندم باقی ہے۔ وسیع پیمانہ پر بھوک کی مصیبت کا خطرہ ہے۔

دائے شخص کو کم از کم دو ہزار چار سو کیلوری کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ کوئی سخت کلام نہ کیا جائے اور ہزار کیلوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈیڑھ ہزار کیلوری عیاری سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک ہزار کیلوری سے کم کا مطلب بھوک ہے۔ اب چند ممالک کی خوراک کی صورت حالات کا اندازہ کیلوری کے پیمانہ سے لگائیے۔

برطانیہ	۳۰۰۰	کیلوری
ڈنمارک	۳۰۰۰	سے دائد
ناروے	۲۴۰۰	”
چیکو سلواکیہ	۲۴۰۰	”
ہالینڈ	۲۲۰۰	”
فرانس	۲۰۰۰	”
جرمنی	۱۵۵۰	”
آسٹریا	۱۵۵۰	”

اندازہ ہے کہ یورپ میں سارے باڈہ کروڑ لوگ ۲۰۰۰ کیلوری سے بھی کم پر گزارہ کر رہے ہیں۔ دو کروڑ اسی لاکھ اشخاص ۱۵۰۰ سے کم پر اور بعض ۱۰۰۰ سے کم پر۔ امریکہ میں اوسط ۲۰۰۰ سے زائد ہے۔ بلجیم میں صورت حالات بہتر ہے۔ اور آئندہ مزید بہتری کی توقع ہے۔ فرانس میں روٹی کو پھر راشن کر دیا گیا ہے۔ (بالعموم ان ممالک میں روٹی پر کنٹرول نہیں کیا جاتا جس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں روٹی بہت کم استعمال ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے ہندوستان چونکہ اکثر روٹی ہی کھائی جاتی ہے اس لئے راشن سے مراد روٹی کا راشن ہوتا ہے) آٹا نہیں ملتے۔ گوشت بہت کم مقدار میں ہے۔ فرانس کی عام راشن سپلائی کا نقشہ یہ ہے۔

دودھ (روزانہ) صرف بچوں کے لئے ۱ پاؤنڈ - روٹی (روزانہ) دن اونس گوشت (فی ہفتہ) ۸ تا ۱۰ اونس - پیس (داموار) ۳ اونس - دہنات (پیسٹ) داموار ۱ پاؤنڈ - کھانڈ (داموار) ایک پاؤنڈ

۱۰ اونس

ہالینڈ - گوشت کا راشن فی ہفتہ پانچ اونس دہنات آٹھ اونس - اٹلی میں روٹی ۳ پاؤنڈ ۶ اونس فی ہفتہ کھانڈ ایک ماہ کے لئے چار اونس -

وسطی اور جنوب مغربی یورپ کو بھوک کے علاوہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں بہت سے علاقوں میں بھوک کا راج ہے۔ مثلاً۔

جرمنی - برطانیہ علاقہ میں ۵۵۰ کیلوری روزانہ کا راشن جرمنی اور آسٹریا میں دیا جا رہا ہے۔ لیکن سٹاک اب ختم ہو چکے ہیں۔ اور اگر بیرونی امداد نہ آتی تو ۱۵۰۰ تک گرجانے کا خطرہ ہے۔ برطانیہ نے صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے دو لاکھ اسی ہزار ٹن گندم اور چالیس ہزار ٹن آٹا سنبھالے ہیں۔

آسٹریا - مغربی خط میں راشن کے ۱۰۰۰ کیلوری سے بھی کم ہوجانے کا خطرہ ہے یہ بھوک کی علامت ہے۔ بھوک کے باعث اصوات کا زور ہے۔

ہنگری - بوڈاپیسٹ کی آبادی کا پچھلے بھوک کے نقطہ کے قریب ہے۔

یوگوسلاویہ - بہت سے گاؤں بالخصوص ڈالینتیا اور بیکاک کے علاقوں میں ۱۲۵۰ کیلوری تک راشن گرجا ہے۔

روس کے متعلق بہت کم اطلاعات آتی ہیں۔ لیکن اب رائٹرنے بعض اعلیٰ شمارہ دیے ہیں روٹی - ۱۰ اونس مردود (روزانہ) ۱۰ اونس بوڑھے (روزانہ) ۱۰ اونس بچے (روزانہ) گوشت - ۱ پاؤنڈ مردود (داموار) ۱ پاؤنڈ بوڑھے (داموار) ۱ پاؤنڈ بچے (داموار) دہنات - ۱ پاؤنڈ مردود (داموار) ۱ اونس بوڑھے (داموار) ۱۰ اونس بچے (داموار) کھانڈ - ۱ پاؤنڈ اونس مردود (داموار) ۱ اونس بوڑھے (داموار) ۱۰ اونس بچے (داموار) ۱ اونس بوڑھے (داموار) ۱۰ اونس بچے (داموار)

یہ نقشہ ہے اس برعظیم کا جسے دنیا کے تہذیب و تمدن میں راہنمائی کا دعویٰ ہے۔ یہ اپنے ہاتھوں جلانی ہوئی آگ میں جل رہا ہے۔ جنگ کے نتیجے میں یہ ساری تباہ حالی آئی ہے۔ لیکن وہ انسان

ہوئے کے ہمارے دل ان کی بھردری سے بے تاب ہیں۔ اور پھر اس وجہ سے بھی کہ اس برعظیم میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے تحریک جدید کے واقفین کا ایک قافلہ آج لندن کے شہر میں تیار بیٹھا ہے۔ اس قافلہ کے افراد عنقریب ان ممالک میں پھیل جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ انہیں ان مشکلات کا خیال گھبراہٹ کا باعث نہیں۔ بلکہ وہ خوشی سے ان تکالیف کو برداشت کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ تاہم ضرورت ہے کہ جماعت کے احباب دردِ دلی سے ان سب کے لئے دعائیں فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ (انہیں سرمدیان میں کامیاب و کامران فرمائے۔ اور انہیں کوئی ایسی مشکل پیش نہ آئے جو احمدیت کی ترقی میں روک کا باعث بن سکے۔ تاہم ان ممالک کو جو روحانی خوراک سے محروم تھے۔ اور اب ظاہری روٹی سے بھی محنت دھو بیٹھے ہیں۔ انہیں پھر سے روحانی غذا مہیا کر کے دے۔ اور یہ جسم و روح دونوں کو باقی رکھ سکیں۔ تاہم کے وجود انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے حضرت امیرالمؤمنین ہمارے پیارے آقا کی خواہشات کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور احمدیت کی موجود فتح کا دن جلد سے جلد قریب تر ہے۔ آمین۔ اللہ آمین۔

خانکڑا ناصر احمد دافعِ خریک جدید لندن

ضرورت ہے کہ نوجوان اپنی زندگیوں وقف کریں!

تبلیغ کے کام کے لئے نکلنا پیغمبروں کا کام ہے آج جو شخص اپنی زندگی اس مقصد کیلئے وقف کر دیتا ہے وہ دنیا کے امور حسنة پر چلتا ہے۔ ان دنوں بیرونی ممالک میں مسلمانوں کی سخت ضرورت ہے۔ مولوی فضل امیرک پاس قرآن مجید کا ترجمہ جلتے والے کچھ حدیث جانتے والے کچھ عربی جانتے والے اور حضرت سید محمد علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ رکھنے والے نوجوان بہت جلد اپنی زندگیوں وقف کریں۔ انچارج تحریک جدید قادیان

ہندوؤں کی تقداد میں کمی

آریہ سماج میں جو بنیادی خامیاں ہیں وقتاً فوقتاً ان کا اظہار رہا ہے۔ اس لئے سناٹے چھوڑنا چاہئے۔ حال ہی میں جبکہ "آریہ گزٹ" پنجاب میں مسلم آبادی کو اقلیت میں ثابت کرنے کے لئے اٹھا۔ اور اس نے گذشتہ پچاس سال کی مردم شماری کے اعداد کا مطالعہ کیا۔ تو اسے ایک اور ہی بات معلوم ہوئی۔ اس کی بنا پر اس کی گھبراہٹ کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ اخبار کے اسی نمبر میں "ہندوؤں کے چاہئے جو یہ موت۔ ہندوؤں سمجھو!" کے عنوان کے تحت میں سخت دواؤں دیا گیا ہے وہ نئی بات یہ تھی۔ کہ ۱۹۲۱ء میں سارے پنجاب میں ہندوؤں کی آبادی کا تناسب ۲۴.۴۲٪ تھا۔ جو بتدریج گرتا گرتا ۱۹۲۱ء میں ۲۰.۲۸٪ رہ گیا

اگرچہ آریہ ایڈیٹر صاحب نے مردم شماری کے اعداد کو غلط کہہ کر اپنے دل کو نشی دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر اسی نمبر میں زندگی اور موت کا واسطہ دے کر ہندوؤں سے آبادی بڑھانے کی اپیل کرتے ہوئے اپنی گھبراہٹ کا اظہار کیا ہے۔ اور اس طرح رونا دہنا ہے کہ ۶۰ سال پہلے پنجاب اور بنگال میں ہندو اکثریت میں تھے۔ لیکن آج اقلیت میں ہیں اگر یہی حالت رہی۔ تو ہندوؤں کا خدا ہی حافظ ہے۔ "آریہ گزٹ" (۱۰ فروری)

تینوں میں سے کون سیجا؟

اس کے بعد آریہ سماج کی سستی کو تو ختم رکھنے کے لئے ایک نئی پالیسی کی گئی ہے اور وہ تجویز ایسی ہے جو ہندوتہ دہا ہند صاحب ہائے آریہ سماج کے طے کر کے سراسر خلاف ہے۔ یعنی یوگان کی شاہی کو عام کرنا حالانکہ ہندوتہ ہی کا لہرہ ہے۔

"بوسن کھشتی دونوں میں کھشت پونی عورت اور کھشت پونی مرد (جن کی محبت ہوگی جو) کا پندرہواہ (مکرہا) نہ ہونا چاہئے۔" (ستیا رتھ پرکاش ۱۸۵)

ہندوتہ ہی پندرہواہ میں چار تقاضا بیان فرماتے ہیں۔ (۱) مرد عورت میں محبت کا کم ہونا (۲) عورت باہر کے مرنے کے بعد ایک دوسرے کی جائیداد کو اڑا لے جانا۔ (۳) خاندانوں کا نام و نشان سٹک کر جائیداد کا برابرو جانا۔ (۴) پتی بربت اور استری بربت دھرم کا برابرو

ہونا (پتی بربت اور استری بربت سے وہ عہد مراد ہے جو مرد اور عورت پر موقوف تھا کرتے ہیں۔ کہ اپنی حیات کسی دوسرے کے ساتھ بیاہ نہیں کریں گے) ہندوتہ ہی کا ارتقا ہے۔ کہ دوسرا بیاہ سرگز نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے۔ بلکہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں۔ نیوگ کا سٹو اور طریقہ سکھنے کے لئے ہندوتہ ہی کی مقدس کتاب ستیا رتھ پرکاش کا چوتھا باب اور عہدو میکا نیوگ کے بارہ میں باب "ملاحظہ کریں سوال کیا گیا کہ مرد کو نیوگ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ دوسرا بیاہ کر کے گناہ ارتقا ہوگا کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ دو جوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ جونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں" (ستیا رتھ پرکاش ۱۹۳)

رگ وید آدی سماجی عہدوں کا صنف ۲۴ میں بھی یہی مدعا ہے۔

आर्या समाज

کہ دو جوں میں پندرہواہ نہیں ہوا کرتا۔ ہندوتہ ہی فرماتے ہیں کہ یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ وید آدی سٹ شاستروں کا یہی حکم ہے۔ سترجہ بالا ارتقا دات ستیا رتھ پرکاش میں ہندوتہ ہی۔ اور ستیا رتھ پرکاش کے متن آریہ گزٹ کا ایمان ہے کہ اس میں "جو کچھ لکھا گیا ہے یہ صد اقت پر مہر میں ہے۔ اسے کوئی دشمنی طاقت توڑ نہیں سکتی" (بجوا ستیا رتھ پرکاش) (پتی بربت پر تبصرہ مصنف ملک فضل حسین صاحب) آج وی آریہ گزٹ زندگی اور موت کا واسطہ دیکر اپیل کرتا ہے۔ "ضرورت ہے کہ وہ عورت وواہ کے متعلق اپنے نظریے کو تبدیلی کی جائے سراسر ایک برادری کو دھواؤں کا پندرہواہ کرنا یا کرنا اپنا فرق عظیم جاننا چاہئے" (آریہ گزٹ ۱۰ فروری ۱۹۳۲)

اور لکھا ہے "ہمیں نوجوان و دھواؤں کی بات محسوس کرنا چاہئے۔ و دھواؤں دواہ نہ صرف اخراق اور مذہبی طور پر ہی واجب ہے بلکہ وقت بھی یہی تقاضا کرتا ہے کہ ہندو اس رواج کو عام کریں" (سوال یہ ہے کہ آباویدوں کا حکم ہندوتہ ہی کا ارشاد یا آریہ گزٹ کی تجویز تینوں میں سے کونسی اینڈر کے مفار کے مطابق ہے۔ ہندوؤں کی کوئی سوئی آبادی کے لئے کیوں ہندوتہ ہی کے ارشاد پر عمل نہیں کرتا؟ ہندوتہ ہی کا حکم ہے کہ کستان اتہی کے لئے

جس دل میں خدا کی راہ میں قربانی کرنے کیلئے قبض ہے وہ اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھ دے

فرمایا "میں دوستوں سے امید رکھتا ہوں مگر جہاں تک ان سے ہو سکے گا وہ پہلے سالوں سے بھی بڑھ کر اس میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے کیونکہ مرنے کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ اسے جتنی قربانی پیش کرنی پڑتی ہے۔ اتنا ہی وہ اخلاص میں آگے بڑھ جاتا ہے"

پس سر ہر شخص جس نے ایک یا دو بار زیادہ سال تو ایک جدید کی قربانی کی کو تین باقی۔ لیکن آج اس کے دل میں انقباض پیدا ہو رہا ہے۔ باوجود اس نشاوت کو محسوس نہیں کرتا۔ جو گذشتہ پانچ لاکھ سال سے پورے سال میں اس نے محسوس کی تھی۔ اسے میرے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے دوستوں کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں دینے میں باپ اور بیوی بچے کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھ دے۔ اور جو خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو۔ اسی کی مدد سے گریہ زاری کرے یا کم سے کم گریہ زاری کی شکل بنائے۔ اور خدا کے لئے بچ بچ کر اسے چھل تیار ہونے لگے۔ وہ خوش رہے۔ کہ ان کے اور ان کی نسلیوں کے خاندان کے لئے روحانی باپا تیار ہو رہے ہیں۔ پر اے میرے رب! میں دیکھتا ہوں کہ جو بیچ میں نے لگایا تھا۔ اس میں تو کوئی زندگی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ معلوم میرے کبر کا کوئی اثر ہے اسے کھا گیا یا میری وحشت کا کوئی دردندہ ہے پاؤں کے نیچے مسل گیا۔ یا میری کوئی مخفی شامت اعمال ایک پتھر بن کر اس پر بیٹھ گئی۔ اور اس میں سے کوئی روئیدگی نکلتی نہ دی۔ (اے خدا! میں اب کیا کروں۔ کہ جب میرے پاس عقاب سے بے اہلی طلی سے اسے اس طرح توجہ دیکر کہ تھکانا۔ مگر آج تو میرا دل خالی ہے۔ میرے گھر میں ایمان کا کوئی دار نہیں کہ میں بوڑوں۔ اے خدا میرے اس خاتمہ شدہ بیج کو پھر ہمیں کر دے۔ اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس عطا فرما اور اگر میرا ایمان خاتمہ ہو چکا ہے۔ تو اپنے خرد آگاہ اپنے ماتھے سے اپنے اس دھنکارے ہوئے

بندہ کو ایک رحمت کا بیج عطا فرما۔ کہ میں اور میری نسلیں تیرا رحمتوں سے محروم نہ رہ جائیں اور ہمارا قدم ہمارے سچی اور اعلیٰ قربانی کرنے والے بھائیوں کے مقام سے پیچھے نہ پڑے بلکہ تیرے مقبول بندوں کے گندھوں کے ساتھ ہمارے کندھے ہوں۔ اے خدا ہمیں اپنی اعمال کے زور سے تیرے فضل کو کھینچ لائے۔ پر ہم کیا کریں۔ کہ ہمارے اعمال بھی اڑ گئے۔ کیا تیرا رحم۔ کیا تیرا بے انتہا رحم غیرت میں نہ آئے گا۔ اور ہم جیسے کچھ بندوں کو بے عمل کیا اپنے فضل کی چادر میں نہ چھپائے گا؟

پس تم اس طرح خدا کے سامنے زاری کرو تاکہ تمہارے دلوں کے لڑکے دور ہ جائیں۔ اور تمہاری مردہ روح پھر زندہ ہو جائے۔ اور تم کو پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی توفیق ملے اور تمہارے عمل کا بیج پہلے سالوں سے بھی زیادہ دشمن کے لئے حسرت اور انہی کا موجب ہے۔ "اگر تم بچے دل سے خدا کی طرف جھک گے تو وہ یقیناً تمہارے دلوں کو کھول دے گا۔ اور تم پر یہ ظاہر ہو جائیگا۔ کہ خدا اور اس کے دین کے لئے جن قربانیوں کے لئے میں تمہیں پڑاتا ہوں۔ انہیں میں اسلام کی بہتری ہے۔ اور انہیں میں اسلام کی شوکت ہے۔"

"پس جو میری سنے گا وہ چیتے گا۔ اور جو میری نہیں سنے گا۔ وہ ہمارے گا۔ جو میرے پیچھے چلے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے۔ جو میرے راستے سے الگ ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کئے جائیں گے۔"

اسلام اور احمدیت کی تبلیغی حکم میں قربانیاں کرنے کے لئے اگر آپ کے دل میں تمہیں ہے۔ انشراح صدر نہیں۔ تو آپ حضور ربہ انشراح کے فرمودہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ تا وہ اپنے حکم سے آپ کے دل کے ننگ دور فرمادے۔ اور آپ کو انشراح صدر عطا فرمائے اور پھر آپ کو چاہئے۔ اگر آپ تھریک جہد کے دفتر اول میں شامل ہیں۔ دفتر اول وہ ہے جس کے نہ صرف دس سال ختم ہو چکے ہیں۔ (بقیہ صفحہ گیارہ پر دیکھیں)

بقیہ صفحہ ۹

بلکہ گریہوں سال بھی پورا ہو چکا ہے۔ باوجود سال کے وعدے نے جاری ہے میں آپ نے اگر گیا رہوں سال کا بھی وعدہ نہیں کیا ہے۔ تو آپ اب گیا رہوں سال کا بھی وعدہ کریں اور باوجود میں سال کا بھی۔ آپ اب وعدہ لکھ کر براہ راست اپنے امام کے حضور پیش فرمائیں۔ ساتھ ہی یہی آپ پر واضح رہے کہ سلسلہ کی اہم تبلیغی ضروریات مطالبہ کر رہی گیا رہوں سال کا ہر شخص کا وعدہ نمایاں اور غیر معمولی اضافہ سے ہونا چاہیے جیسا کہ اکثر شخصیتوں نے شافعیوں کے وعدے کیے ہیں۔

بارہوں سال کا وعدہ کرنے والے اصحاب یہ بھی نوٹ کر رکھیں کہ تحریک جدید کے وعدے

کی آخری میعاد ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء فروری کی تمام تکمیل و فیصلے کے بعد ہیں۔ ان کا نہ صرف نام و نشان کو اپنے مقابلی ڈانٹنا نہیں اگر ڈانڈی جا تو وہ مرکز میں خواہ کسی تاریخ کو وفد پہنچا وہ میعاد کے اندر سمجھا جائیگا

دفتر دوم وہ ہے جو لوگ تحریک جدید میں کبھی شامل نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ طالب علم تھے۔ یا بعد تھے۔ یا بصحبت کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے مگر اب برس روزگار میں یا ملازم میں یا کوئی کاروبار کر رہے ہیں۔ ان کو یہ چاہیے کہ وہ اب تحریک جدید کے دفتر دوم میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذبہ کر قبول ہوں

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

انگریزی تبلیغی لٹریچر

پیارے خدا اور پیارے رسول کی پیاری باتیں

دورویے - - - - - ۲

چار نثر تصنیف احوال - - - - - ۲

پیارے امام کی پیاری باتیں - - - - - ۱

اسلامی اصول کی خلاصہ - - - - - ۱۰

نماز وتر جمع باصوبہ - - - - - ۴

سرور انبیاء کے منہ پر کارونکے - - - - - ۴

دنیا کا آئندہ مذہب - - - - - ۴

آسمانی پیغام - - - - - ۴

پیغام صلح مسد دیگر مضامین - - - - - ۴

دو جہان میں فلاح پانے کی راہ - - - - - ۴

نظام تو - - - - - ۲

مختلف تبلیغی رسالے - - - - - ۱۲

طبیعی علاج گھبر کے مخصوص مرکب

افسنتین (۱) صفوی عمدہ۔ دل دماغ کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنے دشمن سے بی ہونی گویاں ہیں)

شمر مرہ سفید (۲) آنکھوں کے جلد امراض مثلاً خارش۔ پانی بہنا اور لکڑوں کے لئے مفید ہے۔ قیمت تین روپے تولہ فی

عصائے پیری (۳) عالم پیری میرا یہ درد بہترین و فنیق ہے۔ بچوں کو طوالت دینے میں بے نظیر ہے۔ سردی کے دنوں میں استعمال کرنے سے بوڑھوں کو سردی سے بچاتی ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے

جہوب صندل پوڈوس (۴) عورتوں کے لئے تمام نقائص کو دور کرتا ہے۔ خون صاف کرنے اور نیا خون پیدا کرنے اور وجہ کو دور کرنے میں مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ مستورہ کے صفت کو باخصوص دور کرتا ہے اور کھوک دکاتا ہے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنے دشمن سے بی ہونی گویاں ہیں)

حب جنید

یہ گویاں اخصیاتی اور دماغی کمزوری کے لئے ہے جو مفید ہیں۔ سب سے زیادہ مریضوں کے لئے نہایت عجب ثابت ہوتی ہیں قیمت یکسہ گویاں اٹھارہ روپے

ملنے کا پتلا

نہ مٹ دوا خد خلق قادیان

کحل الجواہر

یہ مردہ آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ قیمتی اجزا سے طیار ہونے کے باوجود قیمت بہت سی کم رکھی گئی ہے۔ جس سے صرف خلق خدا کو فائدہ پہنچانا ناممکن ہے۔ ایک بار آپ خود منگو کر استعمال کریں۔ فائدہ ہونے پر اپنے دیگر احباب سے منگو کریں

محصولہ ایک بڑے خریدار۔ قیمت سہاشرہ روپے

حکیم بیدار رحیم دہلوی۔ مترجم محلہ قادیان

عبداللہ الدین سکندر آباد کن

سلطان الجہاں

مقوی اعضاء غلیظہ مقوی اعضاء صوت اور طاقت کا محافظ

یکسہ گویاں - ۱۶/۱

بریت العلاج قادیان

ادریہ تیل دردوں اور چوڑوں کے لئے

شیرت - ۱/۱۱

جہا تین

یہ گویاں بد معنی کو دور رکھتی ہیں۔ اور کھوک کو بڑھاتی ہیں۔ جن کو کھانا کھلنے کے بعد اچھا رہے۔ گرد گردہ ابرٹ۔ گردانی مٹلی۔ اور درد وغیرہ کی تکلیف دہتی ہو۔ ان کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت ایک روپیہ کی ۱۶ گویاں

مینہ طبیعی بجائے گھبر قادیان

ہندستانی

اسپہانی چائے

اپنی دلکش رنگت اور دل فریب خوشبو کیلئے مشہور مختلف قسم کے نمونوں برائے دونوں میں ہر جگہ بکیتی رہے اپنے شہر کے دوکانداروں سے طلب کریں

ڈسٹری بیوٹر کے لئے قادیان۔ محمد نذیر برائینڈ سنٹر

اٹھرا کی گولیاں

جن عورتوں کو استقامت کا مرض ہو۔ یا ان کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا بچہ بڑھ کر پریشان ہو کھا۔ ستر پہیلے درت تے لینی کا درد۔ پیش منو نیر۔ بدن پر بھوڑے پھنسی یا خون کے دھبہ وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولیٰ نبی صلی علیہ وآلہ وسلم کا جو زہر مودہ نسخہ اٹھرا کی گولیاں صحت مند کر کے استعمال کریں جو مندرجہ بالا امراض کیلئے اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ قیمت مکمل خوردہ ایک گیارہ تولے تیارہ روپے۔ فی تولہ ایک روپیہ چار آنے محصولہ ایک عداد

محمد عبداللہ جان عطا الرحمن دواخانہ محافظہ قادیان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

بمبئی ۱۹ فروری۔ کل ایک بیان میں گاندھی جی نے بمبئی، دہلی اور کلکتہ کے مظاہرات کی مذمت کرتے ہوئے کہا۔ کہ تم حکومت پر پتھر پھینک کر اپنا مطلب حاصل نہیں کر سکتے۔ آزادی عدم تشدد اور وفاداری سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

واشنگٹن ۱۹ فروری۔ امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے کل ایک اعلان میں بتایا۔ کہ ہندوستان کو کافی چاول اور گیموں دیا جائے گا۔

کراچی ۱۹ فروری۔ سندھ کی پیداوار کو محفوظ کرنے کے لئے نئی وزارت خاص اذانات اٹھاری ہے۔ سر غلام حسین ہدایت وزیر اعظم نے اس حکم کو کامیاب بنانے کے لئے سکیم مرتب کرنی ہے۔

دہلی ۱۹ فروری۔ کل کلکتہ اور میرٹھ میں عوام نے کیپٹن عبدالرشید کی رہائی کے لئے حکومت سے احتجاج کیا۔ دہلی اور کراچی میں مسلمانوں نے کل سارا دن ہڑتال کی جو بیت المقدس ۱۹ فروری۔ اینگلو امریکن کیشن جو فلسطین کی انجمن کو صل کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ بہت جلد برطانیہ میں اپنا کام ختم کر کے فلسطین روانہ ہو جائے گا۔ تاکہ عینی مشاہدات سے حالات کا جائزہ لے سکے۔

لندن ۱۹ فروری۔ وزیر ہند لارڈ پیچیک لارنس نے کل ایک بیان میں بتایا۔ کہ ہندوستان میں ایک سپیشل ہائی کمشنر مقرر کیا جائے گا۔ جس کا خصوصی کام ملک کو موجودہ خطرات سے محفوظ رکھنا ہوگا۔

قاہرہ ۱۸ فروری۔ کل ۷ ہزار مصری طلباء نے قاہرہ کے وسطی حصہ میں مظاہرہ کیا۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ برطانوی فوجیں مصر سے نکل جائیں۔ ورنہ مصر میں بغاوت ہو جائیگی۔ پولیس کی کئی لاریاں موقع پر بھیجی گئیں۔ لیکن پولیس نے مخالفت نہ کی۔ طلباء کے برطانیہ مردہ داد کے فرسے لگائے۔ اسماعیل صدیقی پاشا نے نئی وزارت مرتب کرنی ہے۔ وزارت میں ۱۱ انڈیپنڈنٹ ممبر اور تین برل ممبر ہیں۔

دہلی ۱۸ فروری۔ آج مرکزی اسمبلی میں جو ریلوے بجٹ پیش کیا گیا۔ اسکی

خصوصیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں :-

۱۹۴۶ء میں مسافر گاڑیوں کی آمدن سال رواں کی آمدن کے مقابلہ میں ۸ کروڑ کم ہوگی۔ جس سے خالص بچت ۳۲ کروڑ سے گھٹ کر ۱۲ کروڑ رہ جائیگی۔ تیسرے درجہ کے مسافروں کے واسطے نئی گاڑیاں راج کی جائیگی۔ پبلک اور ریلوے کے عمل کی سہولت اور آسائش کے واسطے ایک نیا فنڈ قائم کیا جائیگا۔ نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر کے واسطے دو کروڑ روپیہ کی رقم علیحدہ کر دی جائیگی۔ اور جو ریلوے لائنیں دوران جنگ میں اکھیڑ دی گئی تھیں۔ ان کو از سر نو تعمیر کیا جائے گا۔ اور اس کروڑ کے سرمایہ سے تعمیر نو کا کام شروع کیا جائے گا۔

بمبئی ۱۸ فروری۔ گاندھی جی جو مدرخاء واردہ ہے۔ بمبئی، بمبئی میں سے جا رہے تھے۔ لانا دیتا اور اسمانی اسٹیشن کے درمیان ٹرین کے انجن کا خاص پیہ پیہ کیا گیا ٹوٹ گیا۔ لیکن ڈرائیور نے کمال چابکدستی سے انجن کو روک دیا۔ اس طرح ایک شدید حادثہ ٹل گیا۔ بصورت دیگر اس کا اثر انجن کے پیچھے کے گاڑیوں پر پڑتا۔ اور گاندھی جی بھی اپنی ڈبوں میں سے ایک ڈبے میں سفر کر رہے تھے۔

کلکتہ ۱۸ فروری۔ کلکتہ شہر میں سے پولیس اور فوج کو ہٹا لیا گیا ہے۔ پولیس اور فوج کو ۱۲ فروری کو تعینات کیا گیا تھا۔ جلوسوں اور عام جلسوں پر ابھی تک پابندیاں عائد ہیں۔

جموں ۱۸ فروری۔ جموں شہر میں ۳ روز کی کشیدگی کے بعد اب امن وامان ہو گیا ہے۔ بازاروں میں لوگوں کی نقل و حرکت پر جو پابندیاں عائد تھیں انہیں ختم کر دیا ہے۔ ایک اور زخمی ہسپتال میں چل بسا ہے۔ اب تک کل تین اشخاص فوت ہوئے ہیں۔

دہلی ۱۸ فروری۔ ہندوستان کا ایک تجارتی وفد ہوائی جہاز کے ذریعہ چین روانہ ہو گیا۔ وہ چین کے ساتھ تجارتی تعلقات

بڑھانے کی کوشش کرے گا۔

برسلیز ۱۸ فروری۔ بلجیم میں ان دنوں انتخابات ہو رہے ہیں۔ پال مینری سناک پر بیڈنٹ لیگ اقوام ذریعہ خارج بلجیم پہلا وزیر ہے۔ جو انتخاب جیت گیا ہے۔

دہلی ۱۸ فروری۔ اقتصادی تباہ حالی کا مقابلہ کرنے کے لئے سنٹرل گورنمنٹ نے جنگل کو رینٹ کو نئے سال کے لئے آٹھ کروڑ روپیہ کی امداد دی ہے۔

بمبئی ۱۸ فروری۔ سزاوارنا آصف علی نے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ مسلمانوں کی تحریک کے دوران میں کانگریس کا مفید ریڈیو جو خبریں براڈ کاسٹ کیا کرتا تھا۔ وہ بمبئی میں تھا۔

پٹنہ ۱۸ فروری۔ صوبہ سرحد میں کانگریس کو اکثریت حاصل ہونے پر ڈاکٹر خالصا وزارت مرتب کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ گورنر سردھرمارچ کو ایسے عہدے کا چارج دینے والے ہیں۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ وہ چارج دینے سے پہلے یک مارچ کو نئی وزارت قائم کر دیں۔

لاہور ۱۹ فروری۔ پنجاب اسمبلی کی مزید چھ نشستوں کے نتائج کا آج ۶ بجے ہو گیا۔ جن میں مسلم لیگ کے امیدواروں میں اختار الدین صاحب قصور، نواب الدین خاں صاحب دولت آباد (میلسی) ۳۳ میاں بشیر احمد صاحب فیروزپور کا میاں ہوئے۔ سرگودھا سے ڈیفنڈ امیدوار نواب سردھرجنٹ، دولت آباد کا میاں ہو گئے۔ کانگریس امیدوار بھی کامیاب ہوئے ہیں۔ اس وقت تک پچاس نشستوں کے نتائج کا اعلان ہو چکا ہے۔ جن میں مختلف پارٹیوں کی پوزیشن یہ ہے۔ کانگریس ۱۹۔ مسلم لیگ ۱۷۔ یونینٹ ۱۰۔ اکالی آزاد۔ یو پی اور اینگلو انڈین ایک ایک۔

دہلی ۱۹ فروری۔ آج سنٹرل اسمبلی میں ایک ریڈیویشن پیش ہوا۔ جو ۱۳ کے مقابلہ میں ۲۳ ووٹوں کی اکثریت سے نام منظور ہو گیا۔ اس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ

کہ آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کے مقدمات کو واپس لے لیا جائے۔ اور انہیں غیر مشروط طور پر چھوڑ دیا جائے۔ ریڈیو بکشن کے حق میں بعض ممبروں نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت کو اصل حالات سامنے رکھنے چاہئیں۔ اور محض ضد اور تعصب کی بنا پر سزا نہ دی جائے۔ بلکہ موثق شناسی سے کام لینا چاہیے۔ کمانڈر انچیف سر اکنک نے حکومت کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کہ صرف ان پر مقدمات چلائے جائینگے۔ جن پر وحشیانہ مظالم توڑنے کے الزامات ہیں۔ اور ہمارے پاس اس امر کے قطعی ثبوت موجود ہیں۔ کہ سپاہیوں نے آزاد ہند فوج میں داخل نہ ہونے والوں پر بے پناہ مظالم توڑے۔ لیکن اب صحیح الامکان ان سے رحم کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اور اگر ان کے جرم میں ذرا بھی شبہ ہوگا۔ تو انہیں بری کر دیا جائے گا۔

بمبئی ۱۹ فروری۔ آج صبح بحری سڑک کے کئی سو ہڑتالیوں نے مظاہرات کئے۔ وہ دن بھر گیموں اور بازاروں میں گشت لگاتے رہے۔ ایک بازار میں بسوں اور لاریوں کی آمد و رفت روک دی۔ بیٹروں کے ایک ڈیفنڈ کو آگ لگا دی۔ ڈاک کے قتلے کھول کر خطوط کو سڑک پر پھینک دیا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر حالات پر قابو پالنے کی کوشش کی۔ ہڑتالیوں نے آج ایک بیان میں بتایا۔ کہ ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ انیسر کمانڈنگ کو الگ کر دیا جائے۔ اس نے ہماری سخت بے عزتی کی ہے۔

طهران ۱۹ فروری۔ ایرانی وزیر اعظم مارشل شلن سے آذربائیجان کے معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے ماسکو بھیجے گئے ہیں۔

لندن ۱۹ فروری۔ گورنمنٹ برطانیہ عنقریب تین سینئر وزیروں کا ایک وفد جس میں وزیر ہند بھی ہوں گے۔ ہندوستان بھیجے گی۔ تاکہ وہ ہندوستان کے لئے آئین تیار کرنے کے لئے ہندوستانی لیڈروں سے گفتگو کر سکیں۔

امرتسر ۱۹ فروری۔ پرانی باسٹی - ۲۶ روپے۔ نئی - ۲۴ روپے۔ دیسی کپاس - ۱۶ روپے۔ بل سفید - ۲۴ روپے۔ گڑ - ۱۴ روپے۔